۱۸۲واں باب

ایمان والو! اپنی جان کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچاؤ

۱۱۱: سُوْرَۃُ التَّحْرِیْم [۶۶-۲۸: قد سمع اللّٰہ]

نزولی ترتیب پر ۱۱۱ویں تنزیل، ۲۸ویں پارے میں سورۃ نمبر ۶۶

باب ۱۸۲

ایمان والو! اپنی جان کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچاؤ

۱۱۱: سُوْرَةُ التَّحْرِيْم [۶۶-۲۸: قد سمع اللّٰه]

سورہ مبارکہ کا نام 'تحریم' پہلی آیت کے الفاظ لِمَ تُحَرِّمُ سے ماخوذ ہے، مگر یہ نام معنوی اعتبار سے بھی سورۃ کے مضمون کو ظاہر کرنے کے لیے بڑا مناسب ہے۔ نبی ﷺ کے مبارک گھر میں تحریم کے جس واقعے کی جانب اس میں اشارہ ہے، اُس کے بارے میں متعدد روایات دو خواتین صفیہ اور ماریہ رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کرتی ہیں جو دونوں وسطے ہجری سے قبل مدینے میں داخل ہی نہیں ہوئی تھیں، لہذا اِس سورہ کا نزول اواخرے ہجری یا اوائل آٹھ ہجری میں قرینِ قیاس ہے۔

بظاہر ایک مختصر سی سورہ ہے مگر اسلامی معاشرے کے لیے قوانین اور زندگی گزارنے کا ایک طریق (road map) مہیا کرتی ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن کے بنیادی فلسفے کو واضح کرتے ہوئے اُس کو انسانوں کے ساختہ تمدنوں سے ممیز دکھاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب 'کاروانِ نبوت' کا موضوع بنیادی طور پر حیاتِ طیّبہ اور قرآن کریم میں تعلق کو واضح کرنا ہے نہ کہ تفسیری مباحث اور فقہ القرآن کو بیان کرنا، اس لیے اِن علمی میدانوں میں کوئی گفتگو نہیں کی جا سکی ہے، تاہم مولف اُن لوگوں سے جو قرآن کو مزید گہرائی میں جا کر سمجھنا چاہتے ہیں اُنھیں تفہیم القرآن سے اس سورہ مبارکہ کا مطالعہ کرنے کی پر زور سفارش کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کسی مناسب فرصت کے اوقات میں اپنی تمام ازواج کے حجروں میں روزانہ ایک مختصر سے دورانیے کا چکر (visit، وِزٹ) لگاتے تھے۔ ایسے ہی ایک چکر کے دوران کسی ایک زوجہ کے گھر میں شہد نوش فرمایا۔ شہد میں اُن پھولوں یا بوٹی کی خوشبو ہوتی ہے جن سے مکھیوں نے وہ شہد تیار کیا ہو۔ ایسی ہی کوئی بو اُس شہد میں رہی ہو گی جسے دوسری بیبیوں نے اچھا محسوس نہیں کیا اور آپؐ سے بیان کیا۔ آپؐ نے یہ عہد کر لیا کہ آیندہ شہد استعمال نہیں کریں گے۔ نبی کا معاملہ ایک عام انسان کا سا نہیں تھا، ایک نبی کا کسی چیز کو استعمال کرنے یا نہ کرنے کا عہد کرنا، سارے امتیوں کے لیے ایک سنّت بن جاتا ہے، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ	اے نبی، تم اُس چیز کو کیوں حرام ٹھہراتے ہو جو اللہ نے تمہارے

اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ①	لیے حلال کی ہے؟ کیا اس لیے کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اللہ بخشنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو طریقے کے مطابق قسم توڑنے کا اشارہ کیا، یہ اللہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ آپؐ نے قسم کھائی تھی یا اپنے درجہ بلند اور انسانوں کے لیے تاقیامت نمونہ اور لائق اتباع ہونے کی بنا پر آپؐ کے عہد کو قسم کے برابر یا اُس سے بھی بلند کچھ قرار دیا گیا اور جس طرح قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوتا ہے آپؐ کو اُس کے لیے کہا گیا:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ	حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے تم لوگوں (اہلِ ایمان) کے لیے اپنی قسموں کو توڑنے کا طریقہ بھی فرض کر دیا ہے۔

اسی سلسلہ معاملات وواقعات میں یہ بھی ہو رہا کہ آپ ﷺ نے کوئی راز کی بات جس کا قرآن مجید نے تذکرہ نہیں کیا اور جس کا تعلق اغلباً آپؐ کی ذاتی زندگی اور آپؐ کے خاندان سے رہا ہوگا کسی ایک بیوی سے کہی اور اُس نے وہ بات اپنے خاندان کے محدود دائرے میں بغیر کسی بدنیتی کے کسی ایک دوسری بیوی کو بھی بتادی، غالباً اس خیال سے کہ یہ گھر کی بات تو اُسے بھی معلوم ہونی چاہیے، نہ کہ کسی بدنیتی سے کسی بگاڑ کی خاطر۔ اس افشائے راز کی اللہ نے آپؐ کو خبر دے دی کہ تمھاریؐ بیوی نے اُس بات کو اپنے تک محدود نہ رکھا، جیسا کہ چاہیے تھا، اور آپ ﷺ نے یہ نا روا بات کر جانے والی بیوی پر ہلکے پھلکے انداز میں ظاہر بھی کر دی کہ اس افشائے راز کا اللہ کے رسولؐ کو علم ہو چکا ہے۔ یہ جاننے کے لیے کہ کیا خود دوسری بیوی نے آپ کو یہ اطلاع دی ہے یا کہیں اور سے آپؐ کو اطلاع ملی ہے، بیوی نے پوچھا کہ یہ آپؐ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے علم رکھنے والے اور باخبر رہنے والے اللہ نے یہ اطلاع دی ہے، یعنی یہ اطلاع تم بیویوں کے آپس کے ایکا کی وجہ سے مجھے نہیں پہنچی، جب کہ خود تمھاری جانب سے اقرارِ خطا کے ذریعے یا دوسری بیوی کی جانب سے رسولؐ کے راز کو افشا کرنے کی شکایت کے ذریعے اطلاع پہنچ جانی چاہیے تھی۔ آپؐ کی بیویوں میں جو صلح، اعتماد، ایکا و یک جہتی تھی وہ اگرچہ بجائے خود بہت قابلِ ستائش تھی لیکن اِس کے ذریعے شوہر کے حق کو متاثر نہیں ہونا چاہیے تھا، وہ شوہر جو اللہ کا رسولؐ بھی ہے۔ بظاہر یہ بڑی معمولی باتیں ہیں لیکن اِن کا قرآن میں بیان کیا جانا ایک معنی رکھتا ہے، نعوذ باللہ قرآن کی قرأت کے ذریعے تاقیامت اس کی تشہیر مقصود نہیں بلکہ احتساب کی مضبوط روایت (Tradition) ڈالنا اور مثال قایم کرنا مقصود ہے۔ اللہ کے نزدیک اُس کا رسولؐ اور نہ اُس کا خاندان احتساب

سے مستثنیٰ ہے۔ ذرا دیکھیں کہ ایک معمولی سی حلال چیز کے استعمال پر پابندی کے اعلان پر اللہ کے رسولؐ کی، اللہ کی جانب سے گرفت ہوئی اور بیویوں کے رازداری کی امانت کو نہ اُٹھا پانے اور آپس کے تعلقات کو رسولؐ کے حقوق پر مقدم رکھنے پر رسولؐ کی بیویوں کا احتساب ہوا۔ رسولؐ کا حق تھا کہ جس بیوی پر راز افشا کیا گیا تھا وہ خود اپنی رفیق سے کہتی کہ وہ شوہر کے سامنے جا کر اپنی خطا (افشائے راز) کا اعتراف کرے وگرنہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیتی اور شکایت کرتی کہ یہ بات اُس سے کہی گئی ہے۔ یہ مثال اس لیے قایم کی گئی کہ تا قیامت مسلمانوں کے درمیان اُن کے مذہبی، سیاسی اور عسکری لیڈروں اور دیگر ہر طرح کے قائدین کو احتساب سے بالاتر نہ جانا جائے۔

افسوس یہ ہے کہ اس اصلی پیغام کو اخذ کرنے کے بجائے جبہ و دستار کے حاملین نے خود اپنے اور اپنے موجود اور گزرے ہوئے اساتذہ اور شیوخ کے گرد تقدس کا ایک ایسا ہالہ تیار کر لیا ہے کہ اُن کی بڑی بڑی ناقابل معافی غلطیوں کی جانب اشارے کی بھی اجازت نہیں ہے، توہین عدالت، دفاع اور سلامتی کے نام پر جج صاحبان، فوج اور بیوروکریسی کے ذمہ داروں کو مملکتوں کے صدور اور وزراء کو وہ امتیازی، حفاظتی قوانین حاصل ہیں کہ وہ آج بلا استثنیٰ تمام اسلامی ممالک میں شتر بے لگام کی مانند من مانیاں کرنے کے لیے آزاد ہو چکے ہیں۔

افسوس بالائے افسوس یہ ہے کہ قرآن مجید نے بہت ہی بے ضرر اور معمولی سے واقعات کا تا قیامت تلاوت کے لیے تذکرہ کر کے، [حالاں کہ وہ معمولی سے کام نیک نیتی سے کیے گئے تھے] بلا امتیاز مرتبہ و منصب احتساب کی جو روایت ڈالی تھیں اُن سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ اِن چند آیاتِ مبارکہ میں اُن ناموں کے، اُن کاموں کے اور اُس راز کے کھوج میں مسلمانوں کے محدثین و مفسرین اور شارحین کی ایک نسل کے بعد دوسری نسل لگ جاتی ہے جس کو قرآن مجید نے بیان کرنے کے قابل نہیں سمجھا اور اُن معلومات و تحقیق کا ہماری عملی زندگی میں کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ اس سورہ مبارکہ میں مسلمانوں کی اجتماعی اور خانگی زندگی کے بارے میں جو اہم ہدایات دی ہیں ہم ذیل میں اُن کا ایک عام فہم خلاصہ پیش کر رہے ہیں:

⇦ ایک یہ کہ حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے حدود مقرر کرنے کے اختیارات قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، اور عام انسان تو درکنار، خود اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کو اِس کا کوئی اختیار نہیں ہے جیسا کہ ٹوکا گیا: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۔ نبی ﷺ نے جس کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دیا ہے اپنی ذاتی

رائے اور پسند و ناپسند سے نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے ہدایت یا اشارہ پانے پر دیا ہے، خواہ اللہ کی جانب سے یہ ہدایت قرآن میں ملی ہو یا وحی خفی کے ذریعے۔ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی مباح کی ہوئی کسی چیز کو حرام کر لینے کے بھی مجاز نہیں تھے کجا کہ کوئی اور شخص ہو سکے۔

⇦ نبی ﷺ کی اجتماعی، خانگی اور انتہائی پرائیویٹ زندگی میں معمولی سے معمولی واقعہ، کسی کام کا کر لینا یا کسی کام سے رک جانا دنیا کے سارے انسانوں کو تا قیامت ایک اسوہ مہیا کرتا ہے اور اسلام کے مہیا کردہ طریقہ زندگی یا نظامِ حیات میں وہ ایک قانون بن جاتا ہے

⇦ قرآن مجید میں اس واقعے کا تذکرہ ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں جو اعمال و افعال اور جو احکام و ہدایات بھی ہمیں اب ملتے ہیں، اور جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گرفت یا اصلاح ریکارڈ پر موجود نہیں ہے، وہ سراسر حق ہیں، اللہ کی مرضی سے پُوری مطابقت رکھتے ہیں، اور ہم پُورے اعتماد کے ساتھ ان سے ہدایت و رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

⇦ نبی ﷺ کا جو سربراہِ مملکت بھی تھے، ان کا یہ احتساب، اور خواتین اوّل، ازواجِ مطہرات کو سرزنش رازداری سے نہیں کی گئی بلکہ یہ تنبیہ قرآن مجید میں درج کر دی گئی جسے تمام اُمّت کو ہمیشہ ہمیشہ تلاوت کرنا ہے ایسا نہیں ہے کہ اللہ اپنے رسولؐ اور امہات المومنین کو اہلِ ایمان کی معمولی سی لغزشوں کی گردان زبانوں پر جاری رکھنا چاہتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے لیے اس تمثیل کے ذریعے تا قیامت آنے والے حکمرانوں، لیڈروں اور قائدین کے اختیارات کی صحیح حدود سے آشنا کرنا چاہتا ہے۔ سید مودودیؒ اِن آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے، اِن آیات کے مقصدِ نزول کے بارے میں کیا خوب لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ میں اس کے ذکر کا منشا یہ نہ تھا، نہ یہ ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ اور امہات المومنین کو اہل ایمان کی نگاہوں سے گرا دینا چاہتا تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن پاک کی یہ سورت پڑھ کر کسی مسلمان کے دل سے ان کا احترام اُٹھ نہیں گیا ہے۔ اب قرآن میں یہ ذکر لانے کی مصلحت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اپنے بزرگوں کے احترام کی صحیح حدوں سے آشنا کرنا چاہتا ہے۔ نبی، نبی ہے، خدا نہیں ہے کہ اس سے کوئی لغزش نہ ہو۔ نبی کا احترام اس بنا پر نہیں ہے کہ اس سے لغزش کا صدور ممکن نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ وہ مرضی الٰہی کا مکمل نمائندہ ہے اور اس کی ادنیٰ سی لغزش کو بھی اللہ نے اصلاح کیے بغیر

نہیں چھوڑا ہے جس سے ہمیں یہ اطمینان نصیب ہو جاتا ہے کہ نبی کا چھوڑا ہوا اسوۂ حسنہ اللہ کی مرضی کی پوری نمائندگی کر رہا ہے۔ اسی طرح صحابۂ کرامؓ یا ازواجِ مطہراتؓ، یہ سب انسان تھے، فرشتے یا فوق البشر نہ تھے۔ ان سے غلطیوں کا صدور ہو سکتا تھا۔ ان کو جو مرتبہ حاصل ہوا، اِس وجہ سے ہوا کہ اللہ کی رہنمائی اور اللہ کے رسولؐ کی تربیت نے ان کو انسانیت کا بہترین نمونہ بنا دیا تھا۔ ان کا جو کچھ بھی احترام ہے اسی بنا پر ہے، نہ کہ اس مفروضے پر کہ وہ کچھ ایسی ہستیاں تھیں جو غلطیوں سے بالکل مبرا تھیں۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ یا ازواج مطہرات سے بشریت کی بنا پر جب بھی کسی غلطی کا صدور ہوا اس پر ٹوکا گیا۔ ان کی بعض غلطیوں کی اصلاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی جس کا ذکر احادیث میں بکثرت مقامات پر آیا ہے۔ اور بعض غلطیوں کا ذکر قرآن مجید میں کر کے اللہ تعالیٰ نے خود ان کی اصلاح کی تاکہ مسلمان کبھی بزرگوں کے احترام کا کوئی ایسا مبالغہ آمیز تصور نہ قائم کر لیں جو انہیں انسانیت کے مقام سے اٹھا کر دیویوں اور دیوتاؤں کے مقام پر پہنچا دے۔ قرآن پاک کا مطالعہ آنکھیں کھول کر کیا جائے تو اس کی پے در پے مثالیں سامنے آئیں گی۔ (تفہیم القرآن، جلد چہارم)

⇦ اللہ سے ڈرنے والوں پر یہ اللہ کا انعام ہوتا ہے کہ اُن سے بتقاضائے بشری اگر خطائیں ہو جائیں تو اُن کا ضمیر خود اُنھیں توبہ کی طرف، اپنے رب کی طرف پلٹنے پر مائل کرتا ہے، پس اُنھیں موقع ضائع کیے بغیر اللہ کی طرف میلان پا جانے والے دِل کی آواز پر کان دھرنے چاہییں۔ اس خاص معاملے میں اللہ گواہی دیتا ہے کہ اُن کے دل مائل تھے، جیسا کہ کہا گیا: اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ۚ اور اپنے رب سے ادراکِ گناہ اور اعتراف گناہ کے ساتھ اظہارِ شرمندگی اور آیندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ صدقِ دل سے توبہ اور ایسی توبہ جسے توبۃ النصوح کہیں، کرنی چاہیے۔ اس توبہ کے ذریعے مومنین کو وہ مقامات بلند اور اپنے رب کی محبت اور قربت ملتی ہے جو بڑی نیکیاں کرنے اور گناہوں کے نہ کرنے سے نہیں مل سکتی تھی۔

اللہ اپنے نبیوں کا، اپنے مخلص بندوں اور اعلائے کلمۃ اللہ کا علم بلند کرنے والے نبیوں کے وارثوں کا سرپرست و حامی ہوتا ہے چاہے سارا زمانہ اُن کے خلاف ایکا کر لے۔ اِس معمولی سے واقعے میں جس میں کوئی مخالفانہ محاذ بھی نہیں تھا ساری کی ساری بیویاں جاں نثار و فرماں بردار تھیں محض نیک نیتی سے ایک دوسرے کی غلطی کی پردہ پوشی کے لیے ایکا یا اتحاد تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا..... ....اِنَّ

اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ تمثیلاً فرمایا گیا کہ اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ جس محاذ پر سپاہی مامور کیے جاتے ہیں اگر وہ اُس کا حق ادا نہیں کریں تو اُن کی جگہ اُن سے بہتر لوگ لائے جاتے ہیں، امہات المؤمنین کو تنبیہ کی گئی کہ: عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۝ [بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دے چھوڑے تو اُس کا رب (آقا و مالک/پروردگار) اُس کے لیے تمھیں ایسی بیویوں سے تبدیل کر دے جو تم سب سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، ایمان والی، اطاعت گزار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا کنواریاں۔] آپ دیکھیں کہ ایسی ہی ایک بات سالِ گزشتہ سورۃ المائدہ میں عامۃ المسلمین سے کہی گئی تھی کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے،[جس طرح بیویوں سے کہا گیا تھا کہ اگر طلاق دے دی جائے]۔ اللہ کسی دوسرے گروہ کو اُٹھائے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے، [جس طرح بیویوں سے کہا گیا تھا کہ تمھیں ایسی بیویوں سے تبدیل کر دے جو تم سب سے بہتر ہوں]: کیا کرّہ ارض پر پھیلی ہوئی، محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والی امتِ مسلمہ پر مشتمل موجودہ نسلِ انسانی کے لیے وہ برا وقت نہیں آن پہنچا ہے جب اللہ اپنی سنّت کو پورا کرتا ہے! العیاذ باللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اے ایمان والو! ، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے۔ اللہ کسی دوسرے گروہ کو اُٹھائے گا جو اللہ کو محبُوب ہوں گے اور اللہ اُن کو محبُوب ہو گا، جو مومنوں کے لیے نرم خو ہوں گے اور کفّار کے لیے سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں سرگرمی کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

⇦ عام انسانوں کے درمیان ایک انتہائی معمولی سے واقعے کو اپنے نبیؐ کے گھر میں ایک مثال بنا کر پیش کیا گیا، جہاں اُس سے بہت ساری اجتماعی آداب اور ملت کے لیے قوانین ملے وہیں ایک اہم بات کی طرف مومنین کو توجہ دلائی جارہی ہے جو درحقیقت اس سورہ مبارکہ کا کلائمکس ہے، فرمایا گیا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ [اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی ذات کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے] سارے جہان کو تبلیغ کرنے سے قبل اہلِ ایمان کو اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ جن کے لیے دنیا زمانے کی بھلائیاں جمع کی جارہی ہیں، اُن کی آخرت کے بارے میں بھی فکر مند ہونا چاہیے۔ ایمان کی اور اعمالِ صالحہ کی اور آخرت کی کامیابیوں کی جو نعمت ساری دنیا کے نوجوانوں اور انسانوں کو اسلامی تحریکات کے علم بردار بانٹتے ہیں، اُسے اپنے گھر والوں کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو دینا ہرگز نہیں بھول جانا چاہیے۔ اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے بچائیں جس کا ایندھن مشرک، نافرمان لوگ اور محلوں اور مٹی، پتھر سے بنے شاندار محلوں کی اینٹیں بنیں گی جن کی تعمیر و پرستش میں وہ زندگیاں لگاتے ہیں۔ اور اُن بتوں اور مزاروں کے پتھر جن کو اللہ کو چھوڑ کر پوجا گیا۔ بڑا غضب ہو کہ سارے جہان کو جنتوں کی دعوت ہو اور اپنی اولاد کو ساری زندگی دنیا پرستی میں گزارنے کےے لیے چھوڑ دیا جائے۔ انجام کار اُن کی دنیا اور آخرت دونوں ہی نذرِ جہنم ہو جائیں!

⇦ اہلِ ایمان اگر وفاداری کے ساتھ اپنی خطاؤں پر اللہ کے حضور معافی کی درخواست پیش کرتے ہوئے اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کو اللہ کی راہ میں لگا کر چلیں گے اور کافروں اور اسلام کا لبادہ اوڑھے منافقوں سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے بھرپور مقابلہ کریں گے تو اِس وفاداری کے عوض اُنھیں نور عطا کیا جائے گا جو اُن کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا۔

⇦ ایمان والے جان لیں کہ وہاں، اللہ کے پاس کوئی رشتہ داری کام نہیں آئے گی، لوطؑ اور نوحؑ کی بیوی نے جب دعوتِ ایمان و توحید پر لبّیک نہیں کہا تو اُن کے شوہر اُنھیں دوزخ کا ایندھن بننے سے نہیں بچا سکیں گے، اسی طرح ابراہیمؑ اپنے مشرک باپ کو نہیں بچا سکتے تو اسی طرح کسی کی نبی ﷺ سے رشتہ داری کام نہ آسکے گی، اِس بات کو نبیؐ کی بیویوں سے خطاب کے تناظر میں دیکھیے، بین السطور کہا جارہا ہے کہ جب نبی ﷺ کی رشتہ داری کام نہ آسکے گی تو حقیقی اور خود ساختہ اولیاؤں کی رشتہ داری اور مریدی، باغی

طاغی منافقوں، فاسقوں اور فاجروں کے لیے اللہ کے یہاں کیا چلے گی، جن پر وہ تکیہ کیے بیٹھے ہیں۔اِسی پر سیاسی، جماعتی اور قومی لیڈروں کی حشر کے دن اللہ کے آگے بے بسی کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

⇦ اپنے نبیؐ کی بیویوں کو خستہ حالی اور ناموافق حالات میں اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری اور ایمان کے ساتھ جُڑے رہنے کے لیے اپنی دو(۲) صالح بندیوں کی مثال بیان فرماتا ہے:

(۱) فرعون کی بیوی نے کافر طاغوت بنے شوہر کے گھر میں ایمان کا علم اُٹھایا تھا اُس باایمان خاتون نے دعا کی تھی کہ "اے میرے پروردگار، میرے لیے اپنے پاس جنّت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے اعمال کے وبال سے بچالے اور مشرک ظالم لوگوں کی قوم سے مجھ کو نجات دے۔" جو لوگ دین کا کام کرنے کے لیے ایسی بڑی آزمائش میں نہیں ڈالے گئے ہیں اُنھیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور جو مشکل اور ناموافق ماحول میں اللہ کے دین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنی زندگیاں لگائے ہوئے ہیں اُن کی مثال اللہ کی اِسی نیک بندی کی مانند ہے جو فرعون جیسے طاغوت کے سامنے اُس کے گھر میں جان کی پرواکیے بغیر ڈٹ گئی تھی، دیکھیں کہ آج کل [2021ء] اسلام کی سربلندی کے لیے بنگلہ دیش، مصر اور سوڈان میں لوگ کس مشکل ماحول میں کام کر رہے ہیں۔

(۲) آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ مریم علیہا الصلوۃ والسلام کی مثال دیتا ہے جنھوں نے نام نہاد رہبانیت کے گھناونے حیاباختہ ماحول میں اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی اور بہتان کا بوجھ اُٹھانے کے باوجود اپنے رب کی آیات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزار اور فرماں بردار لوگوں میں سے تھی۔

⇦ ایک اور بڑی قابلِ غور بات اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی وہ یہ کہ: فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳ یعنی پھر جب نبیؐ نے اُس کو یہ بات بتائی تھی تو اُس نے کہا تھا کہ آپؐ کو اِس کی کس نے خبر دی؟ نبیؐ نے کہا مجھے علیم وخبیر نے بتادیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تو کہیں نہیں بتایا، سوال یہ ہے کہ پھر کہاں بتایا؟ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس قرآن سے ماسوا بھی کچھ خبریں، پیغامات اور وحی آتی تھی، یہ اُس غلط فہمی کی قرآن سے تردید ہے کہ قرآن کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس کوئی دوسری وحی نہیں آتی تھی۔

سورہ کے اس مختصر تعارف کے بعد آیئے سورۃ کا، اس کے معانی اور مفہوم کا مطالعہ کریں۔

۱۱۱: سُوْرَةُ التَّحْرِيْم [۶۶ — ۲۸: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ]

نزولی ترتیب پر ۱۱۱ویں تنزیل، ۲۸ویں پارے میں سورۃ نمبر ۶۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ
اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ
مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ
اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَ
اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيْمُ
الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ
اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ
فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ
عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ
عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ
قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ
نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ
تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ
قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ
وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اے نبیؐ، تم اُس چیز کو کیوں حرام ٹھہراتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے؟ کیا اس لیے کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اللہ بخشنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے تم لوگوں (اہلِ ایمان) کے لیے اپنی قسموں کو توڑنے کا طریقہ بھی فرض کر دیا ہے۔ اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے، وہی علیم و حکیم ہے۔ اور یاد رہے کہ نبیؐ نے ایک راز کی بات اپنی بیویوں میں سے کسی سے کہی تھی۔ جب اُس نے اُس بات پر (کسی اور کو) مطلع کر دیا اور اللہ نے اُسے اِس کی اطلاع دے دی، تو اُس نے اُس کو تھوڑا سا جتا دیا اور ایک حد تک رفع دفع کیا۔ پھر جب نبیؐ نے اُس کو یہ بات بتائی تھی تو اُس نے کہا تھا کہ آپؐ کو اِس کی کس نے خبر دی؟ نبیؐ نے کہا مجھے علیم و خبیر نے بتا دیا۔ اے نبیؐ کی دونوں بیویو! اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کر لو، یقیناً تمہارے دل مائل ہوئے۔ اور اگر نبیؐ کے مقابلہ میں تم ایکا کرو گی تو جان رکھو کہ اللہ اُس کا مولیٰ (کارساز و سرپرست) ہے اور اُس کے بعد جبریلؑ اور تمام نیکوکار مسلمان اور فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔

جب اپنی کچھ بیویوں کے یہ احساس دلانے پر کہ جو شہد آپؐ کسی ایک سوکن کے گھر سے استعمال کر کے آتے ہیں تو اُس میں ایک ناگوار بو آتی ہے، ایک سے زائد بیویوں کی جانب سے ناگوار بو کی شہادتوں پر [جو در حقیقت سچ نہ تھیں] رسول اللہؐ نے اپنے اوپر شہد کو حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی کہ اے نبیؐ، تم اُس چیز کو یعنی شہد کو نہ کھانے کی قسم کھا کر اُسے اپنے اوپر کیوں حرام ٹھہراتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے؟ کیا اس لیے کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اللہ کی حلال کردہ چیز سے اپنے آپؐ کو محروم رکھنے کی قسم کھانے سے رجوع کرو اور اللہ سے معافی کے طلب گار بنو کہ اللہ بخشنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے تم لوگوں (اہلِ ایمان) کے لیے اپنی قسموں کو توڑنے یعنی اُن کی پابندی سے آزاد ہونے کا طریقہ بھی بتادیا (فرض کر دیا یا مقرر کر دیا) ہے۔ اللہ ہی تمھارا مولیٰ (کارساز) ہے، وہی علیم و حکیم ہے کہ اُس جیسا کوئی نہ علم رکھتا ہے اور نہ حکمتوں کو جانتا ہے۔ صرف اُسی کو حق ہے کہ چیزوں کی حلّت و حرمت کا فیصلہ کرے کیوں کہ صرف وہی جانتا ہے کہ بندوں کے لیے کیا مفید ہے اور کیا مضر ہے، بندوں کا یہ کام نہیں کہ اپنے اوپر اللہ کی حلال چیز کو اپنی مرضی اور پسند ناپسند سے حرام کر لیں یا اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال کر لیں۔ اسی شہد کو نہ کھانے کی قسم کھانے کے واقعے کے تسلسل میں ایک اور واقعہ بھی اِس قابل ہے کہ اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اُس کو بھی یاد رکھا جائے وہ یہ کہ اللہ کے نبیؐ نے ایک راز کی بات اس ہدایت کے ساتھ کہ دوسروں کو نہ بتانا اپنی بیویوں میں سے کسی سے کہی تھی۔ باوجود اس ہدایت کے جب اُس بیوی نے اُس راز کی بات پر (کسی اور کو) مطلع کر دیا تو اللہ نے اُسے یعنی اپنے نبیؐ کو اِس راز کے افشا ہو جانے کی اطلاع دے دی، تو اُس نے اُس کو (نبیؐ نے اُس راز کو افشا کرنے والی بیوی کو) تھوڑا سا جتادیا کہ اللہ کی جانب سے اُسے اِس حرکت کی اطلاع مل گئی ہے اور بات کو نہ بڑھایا بلکہ ایک حد تک بات کو رفع دفع کیا۔ اِس واقعے کے حوالے سے یہ جاننا بھی اہم اور فائدہ مند ہے کہ پھر جب نبیؐ نے افشائے راز کرنے والی بیوی کو اپنے مطلع ہو جانے کی بات بتائی تھی تو اُس نے کہا تھا کہ آپؐ کو میری اِس بات کی کس نے خبر دی؟ نبیؐ نے کہا مجھے اُس علیم و خبیر نے بتادیا جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ اے نبیؐ کی دونوں بیویو! اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کر لو تو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے یقیناً تمہارے دل مائل ہوئے ۔ اور اگر نبیؐ کے مقابلہ میں تم ایکا کرو گی تو جان رکھو کہ اللہ اُس کا مولیٰ (کارساز و سرپرست) ہے وہی کافی ہے مگر جانو کہ اور اُس کے بعد جبریلؑ اور تمام نیکو کار مسلمان اور فرشتے بھی اس کے حامی و مددگار ہیں۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ
اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ
مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ
سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝۵ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ
اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ
الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ
مَا يُؤْمَرُوْنَ۝۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا
تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۷ؒ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ١٦
تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى
رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝۸ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ
جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ
عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ
الْمَصِيْرُ۝۹

بعید نہیں کہ اگر نبیؐ تم سب بیویوں کو طلاق دے چھوڑے تو اُس کا رب (آقا و مالک/پروردگار) اُس کے لیے تمھیں ایسی بیویوں سے تبدیل کر دے جو تم سب سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، ایمان والی، اطاعت گزار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا کنواریاں۔
اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی ذات کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر درشت مزاج اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جنھیں اللہ جو حکم دے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم اُنھیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں اُس دن نافرمانوں سے کہا جائے گا کہ اے کافرو! آج معذرتیں پیش نہ کرو، تمہیں تو وہی بدلہ میں دیا جارہا ہے جیسے تمھارے کرتوت رہے ع ١٦
اے ایمان والو! اللہ کے حضور مخلصانہ توبہ کرو، امید ہے کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دُور کر دے گا اور تمہیں جنّتوں میں داخل کر دے گا، جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ وہ دن ہو گا جب اللہ اپنے نبیؐ کو اور اُن لوگوں کو رُسوا نہ کرے گا جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔ اُن کا نور اُن کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار، ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں معاف فرما، یقیناً تُو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو اور اُن کے ساتھ سختی برتو، ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے!

اگر توبہ اور اصلاحِ احوال نہ ہو تو بعید نہیں کہ اگر نبیؐ تم سب بیویوں کو طلاق دے چھوڑے تو اُس کا رب (آقا و مالک/پروردگار) اُس کے لیے تمھیں ایسی بیویوں سے تبدیل کر دے جو تم سب سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، ایمان والی، اطاعت گزار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا کنواریاں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی ذات کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس آتشِ دوزخ پر درشت مزاج اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جنھیں اللہ جو بھی حکم دے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے یعنی جب تعذیب کا حکم دیا جائے تو رحم نہیں کھاتے اور جو حکم اُنہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں جب قیامت برپا ہو گی اور حساب کتاب ہو رہا ہو گا، اُس دن نافرمانوں سے خواہ وہ دنیا میں ایمان کے دعوے دار ہوں یا کھلے انکاری کہا جائے گا کہ اے کافرو! آج بہانے نہ بناؤ معذرتیں پیش نہ کرو، تمہیں تو وہی کچھ بدلہ میں دیا جا رہا ہے جیسے دنیا میں تمھارے کرتوت رہے یعنی جیسا تم نے اپنے کرتوتوں سے اپنے آپ کو حق دار بنایا۔ ۱تا۶

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو!، اللہ کے حضور صدقِ دل سے اپنی کوتاہیوں اور گناہوں پر اعتراف کے ساتھ اظہارِ شرمندگی اور باز رہنے کے مضبوط وعدے والی مخلصانہ توبہ کرو، امید ہے کہ اللہ تمھاری برائیاں تم سے دُور کر دے گا اور چھوٹی بڑی ساری خطائیں معاف فرما دے گا اور تمہیں ایسے ہمیشگی کے باغوں (جنّتوں) میں داخل کر دے گا جن میں حسن افزا اور تا ابد شادابی کی ضمانت والی نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ وہ دن ہو گا جب اللہ اپنے نبیؐ کو اور اُن تمام لوگوں کو رُسوا نہ کرے گا جو اس کے ساتھ ایمان لائے اُس ایمان کا حق ادا کر رہے ہیں اور اُس کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد میں اپنی زندگیاں لگا رہے ہیں۔ اُن کی اِس وفاداری کے عوض اُنھیں نور عطا کیا جائے گا جو اُن کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار، ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں معاف فرما، یقیناً تُو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ۸! اے نبی مشرکین، اہلِ کتاب اور ہر نوع کے کافروں سے جنگ کرو اور اسلام کا لبادہ اوڑھے نام نہاد مسلمانوں یعنی منافقوں کے ساتھ فکری و نظری اور زندگی کے تمام محاذوں پر اُن کو شکست دینے کے لیے از بس جدوجہد یعنی جہاد کرو اور اُن کی حرکتوں سے غیر ضروری چشم پوشی نہ کرو بلکہ اُن کے ساتھ مناسب سختی برتو، ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے!

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا
امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا
تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا
صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا
عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا
النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ
اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي
الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ
وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَ
مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ
صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ
كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۧ ۲۷

اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے بندوں میں دو نیک اور صالح بندوں کے گھر میں تھیں، مگر انہوں نے اپنے ان شوہروں سے خیانت کی۔ وہ اللہ کے مقابلہ میں اُنکے لیے کچھ بھی نہ کام آسکے۔ اور دونوں عورتوں کو حکم ہوا کہ جاؤ تم بھی آتشِ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جا گرو۔ اور اس معاملے میں اللہ ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے، جب اُس نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار، میرے لیے اپنے پاس جنّت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے اعمال سے بچالے اور ظالم قوم سے مجھ کو نجات دے۔ اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے رُوح پھونک دی، اور اُس نے اپنے ربّ کی آیات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزار اور فرماں بردار لوگوں میں سے تھی۔ ۲۷

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

اسلام انسان کے لیے کامیابی کا معیار یہ پیش کرتا ہے کہ وہ دوزخ کی آگ سے بچا لیا جائے، وہ کہتا ہے کہ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ یعنی جو (آخرت میں) آتشِ دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی بس وہی کامیاب ہے۔ اسلام کے نزدیک دنیا کی عزت وزیب وزینت، یہاں کا عیش وآرام اور مال ودولت اور یہاں کا اقتدار اور جاہ وحشم سمیت تمام چیزیں آخرت کی کامیابی کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ بتاتا ہے کہ کامیابی اور ناکامی کے فیصلے کے لیے روزِ قیامت

نیک لوگ ہوں، اللہ کے ولی ہوں یا نبیؑ کوئی اللہ کے مقابلے میں اتنا زور آور نہیں کہ اپنے اہل و عیال کو یا اپنے عزیز و اقارب کو یا اپنے نام لیواؤں کو جب اللہ اُن کے جرائم پر پکڑلے تو وہ اُسے بچا سکے یا زبردستی اُس کی شفاعت کرا سکے، اللہ اس بات کو یوں واضح کرتا ہے کہ اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے بندوں میں دو نیک اور صالح بندوں کے گھر میں تھیں، مگر انہوں نے حق کو تسلیم کرنے اور توحید و رسالت پر ایمان لانے کے معاملے میں اپنے ان شوہروں سے خیانت کی اگرچہ کہ کردار کے معاملے میں وہ بے وفا اور خطاکار نہ تھیں۔ جب اللہ نے اُنھیں عذاب میں پکڑا تو وہ دونوں نبیؑ اللہ کے مقابلہ میں اُن اپنی بیویوں کی شفاعت اور عذاب سے خلاصی کے لیے کچھ بھی نہ کام آسکے۔ اور دونوں عورتوں کو حکم ہوا کہ جاؤ تم بھی آتشِ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جا گرو۔ اور نیک اور باایمان لوگ خواہ وہ کتنے ہی طاقت ور اور باجبروت اور صاحبانِ اقتدار منکرین حق کے نرغے میں ہوں اپنے ایمان کی بناپر آخرت میں کامیاب و کامران ٹھہریں گے۔ اِس معاملے میں اللہ ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے، جب اُن باغی طاغی لوگوں کے درمیان اُس باایمان خاتون نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار، میرے لیے اپنے پاس جنّت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے اعمال کے وبال سے بچالے اور مشرک ظالم لوگوں کی قوم سے مجھ کو نجات دے۔ اور اللہ عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے نام نہاد رہبانیت کے گھناونے ماحول میں اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس کے بطن (پیٹ) میں اپنی طرف سے بغیر کسی مرد کے ساتھ تعلق کے رُوح پھُونک دی، اور اُس نیک خاتون مریم نے بہتان کا بوجھ اُٹھانے کے باوجود اپنے رب کی آیات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزار اور فرماں بردار لوگوں میں سے تھی۔ ۲۶

وہ اکیلے اکیلے حساب کے لیے حاضر کیے جائیں گے۔ کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا اور وہاں نہ کوئی سفارش چلے گی اور نہ کوئی ساری کائنات بھی فدیے میں پیش کرکے چھوٹ سکے گا۔ وہاں ہر ایک سے صرف اُس کے اعمال کا سوال ہو گا۔ کسی اور کے اعمال اُس کے کام نہ آسکیں گے اور نہ ہی وہ کسی اور کے جرائم کی سزا بھگتے گا۔ وہاں اچھے اور برے اعمال کی ایک دوسرے کو کوئی ترسیل (Transaction) نہ ہوسکے گی، نہ باپ بیٹے کو اور نہ بیٹا باپ کو بچاسکے گا اور نہ کوئی پیر اور ولی اپنے مریدوں کو جنت میں لے جاسکے گا اور نہ ہی دوزخ سے چھڑا سکے گا وہاں اللہ کے برگزیدہ نبی بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔

ہر انسان سے جہاں اُس کے بالکل ذاتی اعمال کے بارے میں سوال ہو گا کہ کہاں سے کمایا، کہاں خرچ کیا کہاں جوانی اور وقت کو لگایا کتنا انصاف سے کام لیا اور کتنا ظلم کیا اور ماں باپ، رشتے داروں سے لے کر پڑوسیوں اور نوکروں اور ملازموں کے کتنے حقوق ادا کیے، وہیں یہ چیز بھی اُس سے پوچھی جائے گی کہ جو چیزیں اُس کے تصرف میں دی گئیں اُن کو اُس نے کس طرح انصاف سے اللہ کی دی ہوئی امانت سمجھ کے استعمال کیا، اپنی دولت کو، علم کو، صلاحیتوں کو، صحت و جوانی کو، مہلتِ عمر کو، اپنے اقتدار و اختیار کو۔ اُس سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ جن اللہ کے بندوں کو اُس کے تابع کیا گیا تھا اُن کے حقوق اُس نے کتنی دیانت داری سے ادا کیے۔ سربراہِ مملکت سے اُس کے باشندوں کے بارے میں، کارخانے اور کاروبار کے مالک سے اُس کے ملازمین کے حقوق کے بارے میں، اور گھر کے سربراہ سے اُس کے اہلِ خانہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّہُ قَالَ أَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہِ فَالأَمِیرُ الَّذِی عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَی أَھْلِ بَیْتِہِ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْھُمْ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلَی بَیْتِ بَعْلِھَا وَ وَلَدِہِ وَھِیَ مَسْئُولَۃٌ عَنْھُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَی مَالِ سَیِّدِہِ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْہُ أَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہِ [مسلمؒ حدیث ۱۲۰۱] ترجمہ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ” تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا پھر جو کوئی بادشاہ ہے وہ لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہو گا اور آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی حاکم ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق سوال ہو گا۔ غرضیکہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہو گا۔“

پس اُس دن ہر ایک سے اُس کے اہل و عیال کے بارے میں سوال ہو گا کہ اُس نے اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے اُن کے سامنے کس طرح دین اسلام کی تبلیغ کی اور کس طرح ایک رول ماڈل بن کر اُن کو اپنی ذات سے اپنے اخلاق و کردار سے اور ایثار و قربانی سے، محبت اور پیار سے دین کی طرف راغب کیا اور اُنھیں اس قابل بنایا کہ وہ اسلام کا جھنڈا لے کر دنیا میں باطل کے مقابلے کے لیے اپنی زندگیاں لگائیں نہ کہ وہ دینار و درہم کے اور اس دنیائے حقیر و فانی کے فقیر بن کر اسی کی کامیابیوں میں کھو کے شیطان کے چیلے بن جائیں، وہ محض گرم کھانوں، گرم بانہوں اور گرم بستروں کے رسیا ہوں، اعلیٰ ڈگریاں، ڈھیروں دولت، بینک بیلنس، عزت و اقتدار، محلات و اعلیٰ سواریاں اُن کی زندگی کا حاصل ہوں۔

☆☆☆☆☆